© rasailojaraid.com

حدود آرڈیننس قرآن وسنت کے آئینہ میں

قاری عبدالوحید قاسمی

یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ پاکستان کے قیام کا اہم ترین مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ ہم اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک ایسا معاشرہ قائم کریں گے جس میں لوگ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن وسنت کے مطابق بسر کریں گے اور قیام پاکستان کے دوسرے عوامل اور محرکات اس بنیادی مقصد کے تابع تھے اور اس کی روشنی میں زندگی کے دوسرے سب مقاصد کی تکمیل ہونی تھی۔ تحریک پاکستان کے وقت قائداعظم نے فرمایا تھا جو تاریخ کا ناقابل تردید ثبوت ہے، کہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ محض ایک ٹکڑا زمین حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ بنانا چاہتے ہیں جہاں اسلام کے اصولوں کو اپنایا جائے، چنانچہ اس خواہش کو حقیقت کا روپ دینے کے لئے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کوششیں شروع ہوگئی تھیں۔

تحریک پاکستان کے تمام زعماء کرام، علماء کرام، مشائخ عظام نے مسلمانوں کو بار بار اس بات کی یقین دہانی کروائی تھی جس پر تمام مسلمانوں نے سوائے قادیانی گروہ، یقین کرتے ہوئے بیش بہا جانی اور مالی قربانیاں پیش کیں، وہ تاریخ کا ایک سنہری حصہ ہے اور یہ آواز اس وقت برصغیر کے تمام مسلمانوں کی مشترکہ آواز بن گئی تھی اور یہ وجہ ہے کہ ۹ مارچ ۱۹۴۹ء کو پاکستان کی اسمبلی میں قرارداد مقاصد پیش ہوئی اور متفقہ طور پر منظور ہوئی اور جو بعد میں آئین کا حصہ بن گئی۔

جنوری ۱۹۵۱ء کو ۲۲ نکات پر مشتمل ۳۱ علماء کرام، مدبرین، مفکرین ملت نے سفارشات پیش کیں یہ بھی اسلامی احکامات پر عمل کرنے کی طرف ایک اہم پیش رفت تھی۔ ۱۹۶۲ء میں طوائفوں کے دھندے، بازار حسن، ہیرا منڈی کے کاروبار کو ممنوع قرار دیا۔ ۱۹۷۳ء میں اسلامی نظریاتی کونسل کے قیام سے بھی اس طرف اہم پیش رفت ہوئی۔ ۱۹۷۷ء میں شراب، گھڑ دوڑ، جواء، نائٹ کلبوں پر پابندی لگائی گئی سو مکمل عمل نہ ہوا، جمعۃ المبارک کی تعطیل کا اعلان کیا گیا۔ ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کو حدود آرڈیننس کا اعلان کیا گیا۔ ۱۹۸۰ء کو وفاقی شرعی عدالت کے قیام کا بھی اعلان کیا گیا۔

اسلام دین فطرت ہے اس میں ہر نیک عمل کے لئے جزا اور ہر برے عمل کے لئے سزا مقرر ہے، شریعت محمدیؐ میں انسان کے لئے خیر وشر کے دونوں راستے واضح کردیئے ہیں اور ان کی حدود متعین کردی گئی ہیں، تو جب کوئی اللہ اور اس کے نبیؐ کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے، اس باؤنڈری لائن کو کراس کرتا ہے تو اس پر حدود لاگو کی جاتی ہے۔

اسلام میں ان سزاؤں کا ایک بتدریج سلسلہ نافذ کیا گیا ہے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی روشنی میں ایک مثالی اسلامی معاشرہ قائم کیا جائے جہاں اسلامی قوانین کا بول بالا ہو، خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدینؓ نے اپنے اپنے سنہری ادوار میں بلاتفریق ان احکامات الٰہی کے تحت مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مظلوموں کی بھرپور دادرسی کی۔ اگر معاشرے میں سزاؤں کا خوف کارفرما نہ ہو تو یہ انسانی معاشرہ حیوانی معاشرہ بن کر رہ جائے جہاں کسی کی عزت و آبرو محفوظ نہ رہے، جیسے آج کل یورپ کا مغربی معاشرہ ہے۔ اسلام میں اسلئے سخت سزائیں رکھی گئی ہیں، خصوصاً حدود کے کیسوں میں کہ کوئی کسی کے خلاف اس قانون کو غلط استعمال نہ کر سکے۔

شرعی حدود کا خلاصہ: قرآن سنت میں صرف چار جرائم کی سزائیں خود مقرر اور متعین کی گئی ہیں، جن کو شرعی اصطلاح میں حد کہا جاتا ہے، ۱- ڈاکے کی سزا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹنا، ۲- چوری کی سزا داہنا ہاتھ کاٹنا، ۳- زنا کی سزا بعض صورتوں میں سو کوڑے لگانا اور بعض صورتوں میں سنگسار کر کے قتل کرنا، ۴- زنا کی جھوٹی تہمت لگانے والے کے لئے ۸۰ کوڑے لگانا اس کی شہادت کو قبول نہ کرنا۔ ۵- شراب پینے کی حد باجماع صحابہؓ ۸۰ کوڑے لگانا۔

ان پانچوں کے علاوہ اسلامی حکمران، جج، قاضی کی صوابدید پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حدود کے ذریعہ ہمارے دین کی، جان کی، مال کی، عقل، نسل کی حفاظت فرمائی ہے۔ اس لئے سزائیں اور شدید ہونے کی وجہ سے ثبوت کا معیار بھی اس کے مطابق رکھا اور اس پر بحث یا بات چیت کرتے ہوئے یہ بات بھی مدنظر رکھیں، کہ شریعت کے مطابق اسلامی حدود کا نفاذ ویسے ہی کیا جائے گا جسے دور نبوی اور خلفائے راشدین کے ادوار میں کیا گیا تھا، اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں کیا جا سکتا، خواہ کوئی عالم ہو، جاہل ہو، حکمران ہو یا ملازم ہو۔ یہ اس لئے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کی بھرپور اصلاح کرتا ہے اور جب وہ باغی ہو کر ایسے جرائم کرتا ہے جس سے ان حدود کی خلاف ورزی ہوتی ہو تو پھر سزا لاگو کرتا ہے۔ اسلام معاشرے میں بداخلاقی، بدکرداری کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کرتا ہے، اس لئے حدود کی سزاؤں میں کسی قسم کی نرمی نہیں رکھی گئی ورنہ انسانی معاشرہ حیوانی معاشرہ بن جاتا۔ جب ۱۹۷۹ء کو حدود آرڈی نینس جاری ہوا ان حدود میں سب سے زیادہ جس پر اعتراضات کئے گئے، وہ حد زنا ہے، اس کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) جرم حد زنا، (نفاذ حدود) آرڈی نینس، ۱۹۷۹ء، (۲) جرم قذف (نفاذ حدود) ۱۹۷۹ء، (۳) جائیداد کے متعلق جرائم (نفاذ حدود) ۱۹۷۹ء، (۴) حکم امتناع (نفاذ حدود آرڈی نینس) ۱۹۷۹ء، (۵) اجرائے سزائے تازیانہ آرڈی نینس ۱۹۷۹ء۔

اس آرڈی نینس کی کل ۲۲ دفعات ہیں، ۳ دفعات اصطلاحات کی تشریح پر مشتمل ہیں دفعہ ۲ میں بالغ کی حد، شادی، محصن اور تعزیر کی تعریف کی گئی ہے۔ دفعہ ۴ اور ۶ میں زنا بالجبر کی تعریف کی گئی ہے۔ دفعہ ۵، حد کی سزا کے بارے میں ہے۔ دفعہ ۸ میں زنا اور زنا بالجبر کے ثبوت کے لئے معیار شہادت کو بیان کیا گیا ہے۔ دفعہ ۹ میں ملزم کے اعتراف سے انحراف اور گواہ کی گواہی سے انحراف کی صورت میں طریقہ کا بیان ہے۔ دفعہ ۱۰ میں تعزیری سزاؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ دفعہ ۱۱، ۱۲، ۱۶ اغوا کی سزا کے بارے میں ہے، دفعہ نمبر ۱۳ اور ۱۴ عصمت فروشی کی غرض سے مردوں اور عورتوں کی خرید و فروخت سے متعلق ہے۔ دفعہ نمبر ۱۵ دھوکہ دہی سے زنا کے ارتکاب پر سزا کے بارے میں ہے، دفعہ نمبر ۱۷ میں سنگساری یا کوڑوں کی سزا کے بارے میں طریقہ کار بیان کیا گیا ہے۔ دفعہ نمبر ۱۹ میں تعزیرات پاکستان کی ان دفعات کا ذکر ہے جن کا اطلاق اس آرڈی نینس پر بھی ہوگا، نیز ان دفعات کی فہرست دی گئی ہے جو اس آرڈی نینس کے نافذ العمل ہونے کے بعد منسوخ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تصور ہوں گی۔ دفعہ نمبر ۲۰ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مقدمہ کا اندراج، تفتیش، عدالت میں سماعت وغیرہ کے لئے وہی طریقہ کار اختیار کیا جائے گا جو ضابطہ فوجداری میں دیا گیا ہے۔ تاہم اس آرڈی نینس کے تحت مقدمہ سیشن کورٹ میں چلے گا اور اپیل وفاقی شرعی عدالت میں دائر ہوگی، نیز یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ضابطہ فوجداری کو کون کون سی دفعات کا اطلاق اس آرڈی نینس پر نہیں ہوگا۔ دفعہ ۲۱ فاضل جج کے مسلمان ہونے کے بارے میں ہے۔ دفعہ ۲۲ ان مقدمات کو آرڈی نینس کے اطلاق سے مستثنیٰ قرار دیتی ہے جن کا ارتکاب اس حدود آرڈی نینس سے پہلے ہوا تھا۔

اس آرڈی نینس پر انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیموں اور مختلف این جی اوز اور بے دین طبقہ کی طرف سے سب سے زیادہ اعتراضات کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس میں خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک بڑھتا جاتا ہے خواتین کے ساتھ زیادتی کے واقعات زیادہ ہوں گے اور بعض عناصر معاشرے میں خواتین کے ساتھ ناانصافیوں کا ذمہ دار اس قانون کو قرار دیتے ہیں گویا اس سے قبل خواتین کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوئی ہے، خواتین کے ساتھ بدسلوکی اور زیادتی کے واقعات تو پہلے بھی کم نہ تھے لیکن اب ذرائع ابلاغ اور اطلاعاتی ٹیکنالوجی نے ان واقعات کو عام کر دیا ہے۔

بعض لوگوں نے اس حدود آرڈی نینس کو سیاسی مسئلہ بنا کر سیاست چمکانے کا پروگرام بنایا ہوا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ان حدود قوانین نے عورتوں کے حقوق کو تحفظ دیا ہے ماضی کے خواتین کے مقابلہ میں اور آج تک جن لوگوں نے ان حدود قوانین نے عورتوں کے حقوق کو تحفظ دیا ہے ماضی کے قوانین کے مقابلے میں، اور آج تک جن لوگوں نے ان حدود قوانین پر اعتراضات کئے ہیں ان میں سے کوئی بھی طبقہ ان پر علمی اعتراضات نہیں کر سکا اور نہ ہی کر سکتا ہے۔ زیادہ اعتراضات حد زنا کے قوانین پر کئے جاتے ہیں مگر یہ تمام اعتراضات تو بالکل ہی بے بنیاد ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اس قسم کے اعتراضات کرتے ہیں انہوں نے نہ تو خود کبھی حدود قوانین کا مطالعہ کیا ہے اور نہ ہی شرعی حدود کے بارے میں ان کو کوئی علم ہے۔ ان اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ یہ حدود جلدی جلدی ایک شخص نے نافذ کر دیئے کوئی بحث وغیرہ نہیں ہوئی، کوئی علمی مشورہ نہیں لیا گیا۔ حالانکہ تمام اسلامی ممالک میں ان حدود پر سیر حاصل بحثیں ہوتی رہتی ہیں۔ کبھی، اور کسی بھی دور میں ان کو خلاف اسلام یا خواتین کے خلاف نہیں کہا گیا۔ پاکستان بھی اسی پر اسلامی نظریاتی کونسل نے اندرون ملک و بیرون ملک اسلام کے عظیم مفکرین سے رہنمائی حاصل کی تھی اتفاق رائے سے یہ حدود قوانین نافذ کئے گئے تھے۔

اگر غور کیا جائے تو خود قوانین کے نفاذ میں جو ظاہری پریشانیاں اور مشکلات لوگوں کو پیش آ رہی ہیں، وہ ہمارے ملک میں ضابطہ فوجداری کی پیچیدگیوں اور تفتیشی ایجنسیوں کی کمزوریوں کی وجہ سے پیش آ رہی ہیں۔ موجودہ عدلیہ کے نظام میں بہت سی خرابیاں موجود ہیں اس وقت صرف حدود قوانین نہیں بلکہ کوئی بھی قانون کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک عدلیہ اور پولیس کا نظام درست نہیں ہوتا۔ یہ بات قابل افسوس اور قابل غور ہے کہ ہمارے جج ہمارے وکلاء حضرات موجودہ عدلیہ کے ارکان مغربی قوانین پڑھتے ہیں اور جوڈیشنل اکیڈمی میں تربیت حاصل کرتے ہیں۔ ۱۸۲۵ء کے لارڈ میکالے کے ضابطہ فوجداری اور تعزیرات ہند کے مرتب کردہ قانون کی بنیاد پر فیصلہ کرتے ہیں۔ اس لئے اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلامی قانون کی یہ ہی لوگ مخالفت کرتے ہیں ضروری ہے کہ پولیس اور عدلیہ کے ارکان کو اسلامی لاء پڑھایا جائے، پولیس کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کی جائے۔

اس وقت جو بعض لوگ ان قوانین کی مخالفت کرتے ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان حدود قوانین کو کچی آبادیوں، مڈل کلاس، تفریحی پارکوں، سرائے نما ہوٹلوں پر تو لاگو کرتے ہیں لیکن سرکاری سرپرستی میں چلنے والے نائٹ کلبوں، فائیو اسٹار، سیون سٹار ہوٹلوں، سٹیٹ گیسٹ ہاؤسوں کے دروازوں پر قانون اور قانون نافذ کرنے والے شرما جاتے ہیں، پولیس ناکے لگا کر لوگوں سے نکاح نامہ طلب کرتی ہے تاکہ لوگ اس قانون کی مخالفت کریں۔ بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ حدود آرڈی نینس اسلامی ہیں یا کہ نہیں، تو اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ قوانین اسلامی ہیں، باقی اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت سے معلوم کیا جائے کہ یہ اسلامی قوانین ہیں یا کہ نہیں، ان دونوں اداروں کی دستوری ذمہ داری ہے کہ وہ عوام الناس کو بتائیں کہ کون سے قوانین اسلامی ہیں اور کون سے قوانین غیر اسلامی، یہ عام بحث کا معاملہ نہیں ہے جیسے صدر پاکستان نے کہا کہ ان کے لئے اوپن بحث کی جائے اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ باقی پاکستان کا موجودہ عدالتی نظام عدل وانصاف پر مبنی نہیں ہے بلکہ سزا دینے کا نظام ہے اس کی بنیاد بھی انڈیا ایسٹ ۱۹۳۰ء اور فوجداری ۱۸۸۹ء جو ایک صدی پرانا ہے، اس پر یہ عدالتی نظام چل رہا ہے۔

اسلام میں سزاؤں کا نظام عدل کے اعلیٰ ترین اصولوں کی مکمل پاسداری کرتا ہے اس میں کسی شخص کے خلاف کسی قسم کی زیادتی یا سلوک کا شائبہ تک موجود نہیں۔ اسلام کے حدود و تعزیرات کے نظام پر نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیمیں جو اعتراضات کرتی ہیں وہ سب کے سب اسلامی نظام کی منشاء ومزاج اور اصولوں سے لاعلمی و بے خبری پر مبنی ہیں۔ یہ اس لئے کہ اسلامی نظام خالق کائنات کا دیا ہوا ہے خالق کائنات سے بڑھ کر کون انسانی حقوق اور عدل وانصاف کے تقاضوں کی پاسداری کرسکتا ہے۔ ان اسلامی سزاؤں کے متعلق اہل یورپ اور ان کی تعلیم تہذیب سے متاثر لوگوں کا یہ عام اعتراض ہے کہ یہ حدود کی سزائیں بہت سخت ہیں اور بعض عاقبت نااندیش لوگ یہ کہنے سے بھی باز نہیں آتے کہ یہ سزائیں وحشیانہ اور شرافت انسانی کے خلاف ہیں۔ اور زیادہ اعتراض کرنے والے وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھ ابھی تک ہیروشیما کے لاکھوں بے گناہ و بے قصور انسانوں کے خون سے رنگین ہیں، جن کے دل میں شاید کبھی مقاتلہ اور مقابلہ کا تصور بھی نہ آیا ہو۔ ان میں عورتیں، بوڑھے، بچے، سب ہی داخل ہیں اور جن کی آتش غضب ہیروشیما کے حادثے سے ٹھنڈی نہیں ہوئی، حال ہی میں اسلامی ریاست افغانستان کو ختم کیا، کئی بے گناہ، بے قصور مسلمانوں کو شہید کیا پھر بھی اسلام دشمنی کی آگ کم نہ ہوئی، عراق پر کئی بار لاتعداد بار، بارود برسایا، کشمیر میں ظلم و بربریت کی انتہا کردی، چیچنیا میں اندھیر نگری کا بازار گرم ہے، فلسطین میں آگ وخون کی ہولی جاری وساری ہے اور ناپاک نظریں اور ناپاک ارادے اب حرمین کی طرف متوجہ ہیں۔ اور پھر بھی آرام نہیں آیا اور روز بروز خطرناک سے خطرناک نئے بم بنانے اور تجربے کرنے میں مشغول ہیں۔ ہم اس کے علاوہ کیا کہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اور ان کی نام نہاد مسلمان حکمرانوں کی آنکھوں سے خود غرضی کے پردے ہٹا دے اور دنیا میں امن قائم کرنے کے ٹھیک اسلامی طریقوں کی طرف ہدایت کرے۔ آمین ثم آمین۔ ☆......☆

© rasailojaraid.com